۱۱ جُمادی الاُولیٰ ۱۴۴۸ھ / 23 اکتوبر 2026ء

تجارت کے زرّیں اسلامی اصول

(گزشتہ سے پیوستہ)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/ یا QR code سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

فِیۡ بُیُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنۡ تُرۡفَعَ وَیُذۡکَرَ فِیۡہَا اسۡمُہٗ ۙ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیۡہَا بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ ۝ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلۡہِیۡہِمۡ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیۡتَآءِ الزَّکٰوۃِ ۙ یَخَافُوۡنَ یَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِیۡہِ الۡقُلُوۡبُ وَالۡاَبۡصَارُ ۝ [النور24:36،37]

سرورِ عالم ﷺ خاتَم النبیین، یعنی سب سے آخری نبی ہیں اور آپ کی عطا کردہ شریعت خاتَم الشرائع، یعنی سب سے آخری شریعت ہے۔ ربِّ ذوالجلال نے اِس آخری اور تا قیامت باقی رہنے والی شریعت کو ایسا جامع اور اکمل بنایا ہے کہ یہ ہر دَور کے انسانوں کو اُن کے انفرادی واجتماعی مسائل میں مکمل راہ نمائی عطا کرتی رہے گی۔

دینِ اسلام جہاں انسانوں کو صحیح عقائد وعبادات کی تعلیم دیتا ہے وہیں اُن کی انفرادی زندگیوں کی اِصلاح سے لے کر مَعیشت (Economy)، عدلیہ اور رِیاست کی داخلی وخارجی پالیسیوں تک... زندگی کے تمام شعبوں کے لیے راہ نما اُصول بھی عطا کرتا ہے۔

اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ اگر مسلمان انفرادی واجتماعی سطح پر اسلامی نظام کو عملی طور پر نافذ کریں تو نہ صِرف اعلیٰ کردار و اَخلاق کے مالک بن جائیں گے، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے سچے وعدے کے مطابق اُنھیں پھر سے پوری دُنیا پر غلبہ وسربلندی بھی عطا فرمائے گا۔

شاعرِ مشرق اقبال علیہ الرحمہ نے اسلامی نظام کی تعریف میں یہ خوب صورت شعر بھی کہا:

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک صاف
مُنعِموں کو مال و دَولت کا بناتا ہے امیں [1]

مَعاشی مُعاملات کو شریعتِ مطہرہ کے مطابق بنانے کا شعور بیدار کرنے کے لیے آمدن کے حلال وحرام ذرائع سے متعلق خطبات کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ گزشتہ خطبۂ جمعہ "حلال کی عظمت اور حرام کی نَحوست" کے عنوان سے تھا، جس میں رزق سے متعلّق بنیادی اسلامی عقائد کے ساتھ ساتھ حلال کے فوائد وثَمَرات اور حرام کی تباہ کاریوں کا جائزہ لیا گیا تھا۔

اِسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے آج کا خطبہ "تجارت کے زَرّیں اسلامی اُصول" کے عنوان سے ہوگا، جس میں آمدن کے اَہَمّ ترین ذریعے "تجارت" سے متعلق شرعی اُصول وضوابط اور بنیادی شرائط کا تذکرہ کیا جائے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

تاجر حضرات کے لیے بالخصوص تجارت کے بنیادی احکام ومسائل سیکھنا فرضِ عین ہے۔ اگرچہ ایک خطبے میں تمام احکام کا اِحاطہ ممکن نہیں، لیکن کم از کم یہ احساس بیدار کرنے کی ضرور کوشش کی جائے گی کہ ہمیں تجارت کے احکام سیکھنے کی اشدّ ضرورت ہے۔

---

[1] یعنی نظامِ مصطفیٰ ﷺ دولت کو ہر طرح کی آلودگی اور حرام کمائی سے پاک کر دیتا ہے اور مال داروں کو دیانت دار بنا دیتا ہے۔

تجارت کے چند اَہَمّ اُصول

قرآن وسنّت میں تجارت (Trading) کے ایسے پاکیزہ اور حسین اُصول سکھائے گئے ہیں جن پر عمل کرنے سے ربِّ کریم کی رِضا بھی نصیب ہوتی ہے، دُنیا وآخرت کی بے شمار برکات بھی عطا ہوتی ہیں، تاجروں اور خریداروں میں باہمی اعتماد بھی قائم ہوتا ہے اور مَعاشی معاملات میں شَفّافیت کو بھی فَروغ ملتا ہے۔ اِس طرح تجارت نہ صرف آمدن کا ایک حلال ذریعہ بنتی ہے، بلکہ مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچانے اور بارگاہِ ربّ العزت میں سُرخ رُوئی حاصل کرنے کا وسیلہ بھی بن جاتی ہے۔ تجارت کے چند اَہَمّ اسلامی اُصول پیشِ خدمت ہیں:

1) خیر خواہی: سرکارِ دوعالَم ﷺ نے نہایت تاکید کے ساتھ حکم دیا کہ مسلمان کو ہر معاملے میں دوسرے مسلمانوں کا بھلا سوچنا چاہیے اور تجارت میں بھی دوسروں کی خیر خواہی (Goodwill) کرنی چاہیے۔

خیر خواہی کا وعدہ: اِس اُمّت کے یوسف سیدنا جَرِیر بن عبد اللہ بَجَلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خادم کے ہمراہ سواری خریدنے کے لیے بازار تشریف لے گئے۔ ایک گھوڑا پسند آیا تو آپ نے خادم کو گھوڑے کے مالک کے ساتھ بات کرنے کے لیے بھیجا۔ اُس نے 300 درہم کی پیشکش کی اور سودا مکمل کرنے کے لیے گھوڑے والے کو سیدنا جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے آیا۔

آپ نے گھوڑا دیکھا تو بیچنے والے کو فرمایا: فَرَسُكَ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ، تَبِيعُهُ بِخَمْسِ مِائَةٍ؟ یعنی تمہارا گھوڑا بہتر ہے، اِس کی قیمت 300 درہم سے زیادہ ہے... کیا تم 500 درہم میں بیچو گے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثمن میں مسلسل اِضافہ کرتے رہے اور بالآخر سات سو یا آٹھ سو درہم میں گھوڑا خرید لیا۔ (پاکستانی کرنسی کے مطابق سات سو درہم کی موجودہ مالیت تقریباً گیارہ لاکھ روپے ہے)

بعد میں آپ نے کم بھاؤ لگانے پر اپنے خادم سے ناراضی کا اِظہار بھی کیا۔ جب پوچھا گیا کہ خریدار توریٹ کم کرواتا ہے، آپ نے اِضافہ کیوں کیا؟ تو فرمانے لگے: بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے میری بیعت اِس شرط پر قبول فرمائی تھی کہ مَیں ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا، چنانچہ مَیں نے حضور ﷺ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ نبھانے کے لیے ایسا کیا ہے۔ (المعجم الکبیر، ج:2، ص:334، رقم:2395۔ شرح صحیح مسلم للنووی، زیرِ حدیث:56)

اِس حسین دینی تربیت کے برعکس موجودہ معاشرتی صورتِ حال کا جائزہ لیں تو سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ خیر خواہی کے لیے اپنا حق چھوڑنا تو دُور کی بات ہے، تاجر حضرات گاہکوں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، دھوکا دیتے ہیں اور اِسے تجارت کی دَوڑ کا حصّہ سمجھتے ہیں۔ یاد رکھیے! مسلمانوں کی خیر خواہی پر ربِّ کریم جو انعامات عطا فرماتا ہے وہ چالاکیوں سے نہیں مل سکتے۔

2) کِتمانِ عیب سے اِحتِراز: دینِ متین تعلیم فرماتا ہے کہ عیب دار (Defective) چیز ہرگز نہیں بیچنی چاہیے۔ اگر فروخت کردہ چیز میں کسی بھی طرح کا عیب یا نَقص ہو تو بیچنے والے پر لازم ہے کہ وہ خریدار کو اُس سے واضح طور پر آگاہ کردے۔ عیب چُھپا

کر چیز بیچ دینا سخت گناہ بھی ہے اور اِس سے خریدار کا اعتماد بھی ختم ہو جاتا ہے۔ مزید یہ کہ اگر خریدار کو مبیع وُصول کرنے تک عیب معلوم نہ ہو، بعد میں پتا چلے تو اُسے (قیمت میں کمی ثابت کرنے والے عیب سے متعلق) شریعت نے حق دیا ہے کہ وہ سودا ختم کرتے ہوئے مبیع (Subject Matter) بائع کو واپس کر دے۔ اِسے خیارِ عیب (Option of Defection) کہا جاتا ہے۔[1]

نبوی ارشادات: سیدنا عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امام الانبیا ﷺ نے فرمایا:

- اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ۔ "ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔"
- وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ أَخِيهِ بَيْعًا فِيهِ عَيْبٌ إِلَّا بَيَّنَهُ لَهُ۔ یعنی "مسلمان اپنے بھائی کو کوئی عیب والی چیز بیچے تو عیب بیان کیے بغیر اُسے بیچنا حلال نہیں۔" (سننِ ابنِ ماجہ، حدیث:2246)

سیدنا حکیم بن حِزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تجارت کرنے والوں سے متعلق ارشاد فرمایا: فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا۔ "اگر وہ دونوں سچ بولیں اور (صورتِ حال کو) بیان کریں (عیب وغیرہ نہ چھپائیں) تو دونوں کو اُن کی تجارت میں برکت دی جائے گی اور اگر چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو اُن کی بیع سے برکت ختم کر دی جائے گی۔" (متفق علیہ، صحیح بخاری، حدیث:2082)

3) **مقصود کی وضاحت:** دینِ متین تعلیم فرماتا ہے کہ بیع میں مشتری کو مبیع کے مقصودی اوصاف کی مکمل وضاحت کر دینی چاہیے۔ اگر اُسے خریدتے وقت مبیع کی مطلوبہ صِفات (جن کے پیشِ نظر وہ چیز کو خرید رہا ہے) معلوم نہ ہوں تو پتا چلنے پر اُسے یہ حق حاصل ہو گا کہ مبیع کو واپس کر دے۔ فقہی اصطلاح میں اِسے خیارِ رُؤیت (Option of Inspection) کہا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر کوئی شخص آن لائن تصاویر دیکھ کر چیز خرید لے، بعد میں مبیع موصول ہونے پر اُسے پسند نہ آئے تو شرعی طور پر اُسے یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ چیز کو لینے سے انکار کر دے۔

سیدِ عالَم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: مَنِ اشْتَرَى شَيْئًا لَّمْ يَرَهُ فَهُوَ بِالْخِيَارِ إِذَا رَآهُ۔[2] یعنی "جس نے ایسی چیز خریدی جسے دیکھا نہیں تھا تو اُسے دیکھنے کے بعد اختیار ہو گا کہ لے لے یا چھوڑ دے۔"

4) **بے جا ترغیب سے اجتناب:** شرعی اُصول یہ ہے کہ چیز کو خریدنے کا فیصلہ خریدار کی مرضی سے ہونا چاہیے۔ اُس پر کسی بھی طرح سے بے جا دباؤ ڈالنا یا سبز باغ دکھا کر اُسے بیع کے لیے آمادہ کرنا ہرگز درست نہیں۔ مثلاً:

---

[1] بیع کے خیارات اور دیگر اَہَمّ فقہی اصطلاحات کا مطالَعہ کرنے کے لیے ملاحظہ کیجیے: مسائلِ تجارت سے متعلق قدیم وجدید فقہی اصطلاحات کا توضیحی مطالعہ، مقالہ برائے تخصص فی الفقہ، مقالہ نگار: مولانا شکور احمد ضیاء سیالوی، تنظیم المدارس اہلِ سنت پاکستان۔ https://drive.google.com/file/d/1ScvK-8p7u7lh5i1OUYJOlSEhucFHksaz/view?usp=sharing

[2] حدیثِ مبارک کی تخریج کے لیے نصب الرایۃ لأحادیث الھدایۃ، باب خیار الرؤیۃ ملاحظہ فرمائیے!

- کسی ایجنٹ کے ذریعے خریدار کو قیمت سے زیادہ ثمن ادا کرنے کے لیے اُبھارنا۔
- مُشتری (Customer) کو مطمئن کرنے کے لیے جھوٹی قسمیں اٹھانا۔
- خریدار کو چیز کی قیمت غلط بتانا یا جھوٹ بولتے ہوئے یہ تاثّر دینا کہ ایسی چیز کسی اور جگہ سے دستیاب نہیں ہو گی۔
- چیز کے معیار، قیمت یا دستیابی وغیرہ سے متعلق خریدنے والے کو دھوکا دینا۔

یہ سب طریقے ناجائز ہیں اور بعض صورتوں میں اُس بیع کو ختم کرنا بھی لازم ہوتا ہے۔

جھوٹی قسموں کا وبال: سیدنا ابو ذر جُندُب غِفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جانِ کائنات ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: ثَلَاثَةٌ لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔[1] یعنی "قِیامت کے دن ربِّ کریم تین افراد کے ساتھ نہ تو لُطف و کرم والا کلام فرمائے گا، نہ ہی اُنھیں نگاہِ رحمت سے نوازے گا اور نہ ہی اُنھیں پاک فرمائے گا اور اُن کے لیے تکلیف دہ عذاب ہو گا۔"

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یہ تو خیر سے محروم اور تباہ و برباد ہو گئے، حضور! یہ کون لوگ ہیں؟ معلّمِ اعظم ﷺ نے فرمایا:

1) اَلْمُسْبِلُ۔ "(تکبُّر کرتے ہوئے) کپڑا (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے والا۔"
2) وَالْمَنَّانُ۔ "اور (کسی کے ساتھ بھلائی کر کے) بہت اِحسان جتلانے والا۔"
3) وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ۔ "اور جھوٹی قسم کے ساتھ سودا بیچنے والا۔" (صحیح مسلم، حدیث:106)

5) اِقالۂ بیع: سودا ہو جانے کے بعد کسی وجہ سے اُسے ختم کرنے کو اِقالہ (Rescission) کہا جاتا ہے۔ اگر مبیع موجود ہو (استعمال یا ہلاک نہ ہوا ہو) تو باہمی رِضامندی سے گزشتہ ثمن کے ساتھ اِقالہ کرنا جائز ہے، بلکہ بیچنے والا یا خریدار مطالبہ کرے تو دوسرے فریق کے لیے اِسے قبول کر کے اِقالہ کر لینا مستحب اور کارِ ثواب ہے، تاہم اگر بیع میں دھوکا دیا گیا یا دیگر شرعی اُصولوں کی خلاف ورزی کے سبب بیع فاسد یا مکروہ تھی تو اقالہ واجب ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمتِ کونین ﷺ نے فرمایا: مَنْ أَقَالَ مُسْلِمًا أَقَالَهُ اللهُ عَثْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ یعنی "جس نے کسی مسلمان سے اِقالہ قبول کیا اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اُس کی غلطیاں معاف فرما دے گا۔" (ابنِ ماجہ:2199، حدیث صحیح)

یاد رہے کہ اِقالہ کی صورت میں پیشگی رقم (Advance) کو ضبط کر لینا حرام ہے۔ خریدار کو اُس کی ادا کردہ پوری رقم واپس دی جائے گی، تاہم اگر خریدار بلاوجہ واپس کرنا چاہتا ہو تو بیچنے والا اقالہ سے انکار کر سکتا ہے۔

---

[1] "لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ": أَيْ كَلَامَ لُطْفٍ وَعِنَايَةٍ. "وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ": أَيْ نَظَرَ رَحْمَةٍ وَرِعَايَةٍ. "وَلَا يُزَكِّيهِمْ": أَيْ لَا يُنَمِّي أَعْمَالَهُمْ وَلَا يُطَهِّرُهُمْ مِنَ الْخَبَائِثِ۔۔۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث:2795)

تجارت کی چند شرائط

شریعتِ مطہرہ نے تجارت سے متعلّق کچھ شرائط(Conditions)مقرّر فرمائی ہیں اور اُن کی پابندی کو لازم قرار دیا ہے۔ اگر وہ شرائط نہ پائی جائیں تو بعض اوقات بیع باطل(Void Sale)اور کئی مرتبہ فاسد(Irregular Sale)ہو جاتی ہے۔ شرائط کی تفصیل اگرچہ طویل ہے،[1] تاہم معاشرے میں رائج صورتوں کے پیشِ نظر چند اَہَمّ کا ذکر کیا جاتا ہے:

1) مَبِیع کا وُجود: بیع مُنعَقِد(Executed)ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ سودے کے وقت مبیع(Subject Matter/ جس کو فروخت کیا جارہا ہے)موجود ہو۔ اگر عقد کے وقت مبیع موجود نہ ہو تو شرعاً بیع باطل اور کالعدم ہے،[2] نہ تو اِس کے ذریعے خریدار شے کا مالک ہو گا اور نہ ہی اِس سودے کا کوئی اور فائدہ ظاہر ہو گا۔

ہمارے ہاں دکان دار بہت مرتبہ چیز تیار ہونے سے پہلے ہی اُسے بیچ دیتے ہیں، زمین دار حضرات پھل لگنے سے پہلے اُس کی بیع کر دیتے ہیں، خصوصاً آن لائن خرید و فروخت کا ایک بڑا حصّہ معدوم چیزوں(Non-existent goods)پر مبنی ہوتا ہے۔ ڈیجیٹل کرنسی (کرپٹو کرنسی وغیرہ) بھی معدوم مبیع کی ایک صورت ہے، حالانکہ سیدِ عالَم ﷺ نے غیر موجود چیزوں کی بیع سے واضح طور پر منع فرمایا ہے۔[3]

2) بائع کی ملکیّت: بیع کی ایک اَہَمّ شرط یہ بھی ہے کہ بیچنے والا[4] مبیع کا مالک(Owner)ہو۔ اگر بائع مبیع کا مالک ہی نہیں تو بیع باطل اور کالمعدوم ہے۔[5]

آج کل مارکیٹ میں چوری شدہ یا غصب شدہ چیزوں(Usurped item)کی بیع عام ہے۔ یوں ہی بعض اوقات افسر یا اہل کار ایسی سرکاری چیزیں بیچ دیتے ہیں جن کے وہ مالک ہی نہیں۔ اِسی طرح دکان دار یا آن لائن تجارت کرنے والے افراد کوئی چیز اِس توقّع پر فروخت کر دیتے ہیں کہ بعد میں اُسے حاصل کر کے خریدار کو فراہم کر دیں گے۔ یہ سب بُیوع باطلہ ہیں، ایسا کرنے والے نہ صِرف گناہ گار ہوں گے، بلکہ خریدار شرعی طور پر مبیع کا مالک ہی نہیں بنے گا۔ بعض اوقات چوری شدہ یا مُباح چیز کو خریدنے والا سمجھتا ہے کہ مَیں نے تو پوری رقم ادا کر کے خریدی ہے؛ لہٰذا میرے لیے حلال ہے۔ سوچنا چاہیے کہ اگر بیچنے والا خود ہی مالک نہیں تو وہ ہمیں کیسے مالک بنا سکتا ہے!

---

[1] ملاحظہ کیجیے: بہارِ شریعت، ج:2(ب)، ح:11۔ نیز بزمِ رضا پاکستان کی شائع کردہ کتاب: مسائلِ ہدایہ ثالث۔ https://drive.google.com/file/d/1e8EqvRoCu8CmsxPi0Bq92SjxAnoYW334/view?usp=sharing

[2] یاد رہے کہ بیعِ سَلَم جائز ہے، اِس میں ثمن(رأس المال)فوری طور پر ادا کیا جاتا ہے، جب کہ مبیع(مُسلَم فیہ)کی سپردگی بیع کے کم از کم ایک ماہ بعد ہوتی ہے۔ شرائطِ سَلَم وغیرہ کی تفصیل کے لیے کتبِ فقہ میں الگ ابواب قائم کیے گئے ہیں۔ اِسی طرح اِستِصناع(آرڈر پر چیز بنوانا) بھی شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

[3] عَنْ سَيِّدِنَا عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ۔ (صحيح البخاري، رقم الحديث:2143)
وعنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا، نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُبْتَاعَ۔ (صحيح البخاري: 2194)

[4] اگر اپنی طرف سے بیچ رہا ہے اور دوسرے کا وکیل نہیں ہے تو مالک ہونا شرط ہے۔ وکیل کے لیے ضروری ہے کہ اُسے مالک کی طرف سے اجازت ہو۔

[5] فُضولی((Unauthorized Agent)کی بیع کے تفصیلی احکام کتبِ فقہ میں ملاحظہ کیجیے!

3)**بائع کا قبضہ:** شرعی طور پر بیع تب صحیح ہوتی ہے جب مبیع بیچنے والے (یا اُس کے نمائندے) کے قبضے (Possession) میں آچکا ہو۔[1] بائع نے مبیع پر قبضے سے پہلے ہی اُسے بیچ دیا تو بیع فاسد ہوئی اور فریقین گناہ گار ہوئے۔ اُن پر لازم ہے کہ اِس عقد کو فسخ (Cancel) کریں۔ (پھر چاہیں تو بعد میں صحیح طریقے سے دوبارہ سودا کر لیں)

اگر دکان دار کے پاس ایک چیز موجود نہیں اور گاہک اُسے آرڈر دیتا ہے تو درست طریقہ یہ ہے کہ بائع اُس سے بیع کا وعدہ کر لے، پھر مطلوبہ چیز اپنے قبضے میں آنے پر اُسے فروخت کر دے۔ چیز قبضے میں آنے سے پہلے ہی اُسے فروخت کر دینا جائز نہیں۔

سیدنا حکیم بن حِزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلّم! اگر کوئی شخص مجھ سے ایسی چیز خریدنا چاہے جو میرے پاس نہ ہو تو کیا میں اُسے بیچ دوں اور پھر بازار سے خرید کر سپرد کر دوں؟ مُعلّمِ کائنات ﷺ نے فرمایا: لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ۔ ”جو شے تمہارے پاس نہیں اُسے مت بیچو!“ (سنن ابو داؤد، حدیث: 3503۔ جامع ترمذی، حدیث: 1232، صحیح لغیرہٖ)

4)**جَہالت نہ ہونا:** تجارت صحیح ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ مبیع یا ثمن میں ایسی جَہالت (Uncertainty / اِبہام) نہ ہو جو جھگڑے کا باعث بنے، ورنہ بیع فاسد قرار پائے گی اور فریقین پر اُسے فسخ کرنا واجب ہو گا۔

بہت مرتبہ کوئی چیز یہ کہہ کر بیچ دی جاتی ہے کہ پیسے بعد میں طے کر لیں گے یا پیکنگ میں موجود چیزوں (Surprise Boxes) کی تفصیل معلوم نہیں ہوتی، یوں ہی ایسا ڈیجیٹل کورس یا کلاؤڈ سروس بیچنا جس کی حدود، حجم یا خصوصیات واضح نہ ہوں اور خریدار کو معلوم نہ ہو کہ اُسے کیا مل رہا ہے، اِسی طرح آن لائن خریداری میں محض چند تصاویر دیکھ کر مبیع کی حقیقت جانے بغیر خرید لینا... اِن سب صورتوں میں بیع فاسد ہے اور اُسے فسخ کرنا لازم ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ۔ ”حضورِ اقدس ﷺ نے دھوکے والی بیع سے منع فرمایا۔“ (سننِ ابنِ ماجہ، حدیث: 2194، صحیح لغیرہٖ)

5)**شرطِ فاسد نہ ہونا:** بیع صحیح ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ سودے میں شرعی اُصولوں کے خلاف کوئی شرط (شرطِ فاسد / Invalid condition) نہ رکھی گئی ہو۔ اگر خلافِ شریعت کوئی شرط لگا دی جائے تو بیع فاسد ہو گی۔ جیسے:

⇐ بیچنے والا شرط رکھے کہ مشتری اُس سے کوئی دوسری چیز بھی خریدے گا یا اُسے قرض دے گا یا جب فروخت کرنی ہوئی تو بیچنے والے کو ہی دے گا، کسی اور کو فروخت نہیں کرے گا۔

⇐ بیچنے والا یہ شرط رکھے کہ مَیں فروخت کردہ چیز کو فوری طور پر خریدار کے حوالے نہیں کروں گا۔

---

[1] یاد رہے کہ منقولی چیزوں (Moveable Goods) کی فروخت سے پہلے اُن پر قبضہ شرط ہے، جاگیر پر قبضہ نہ ہو تو بھی اُس کی بیع صحیح ہے۔

تجارت میں اُصول پرستی کی فضیلت اور بے اُصولی کی مذمّت

تجارت کے شرعی اُصول وضوابط اور حُدود وشرائط کی پابندی کرنے والے شخص کا کاروبار کرنا قابلِ تعریف اور عظیم عبادت ہے، جب کہ اُصولوں کو پسِ پُشت ڈالنے والا شخص اپنے ہی ہاتھوں اپنی تباہی کا سامان کرتا ہے۔

صحابہ کی تعریف: خالقِ کائنات نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ۔ ”(مساجد میں صبح وشام) ایسے مَرد (اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں) جنھیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کی یاد، نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے نہیں روکتی۔“[النور24:37]

معلوم ہوا کہ تجارت کی برکتیں حاصل کرنے کے لیے یادِ الٰہی اور احکامِ شریعت کی پابندی ضروری ہے۔

دیانت دار تاجر کا اِعزاز: سیدنا ابو سعید سَعد خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جانِ ایمان ﷺ نے فرمایا: اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ۔ ”بہت سچا اور خوب دیانت داری کرنے والا تاجر انبیائے کرام، صِدّیقین اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔“(جامع ترمذی، حدیث:1209، حسن لغیرہٖ)

شارحینِ کرام نے لکھا: حدیثِ پاک میں دو ایسے اوصاف کا ذکر ہے کہ اگر یہ نصیب ہو جائیں تو سبھی عمدہ صفات عطا ہو جاتی ہیں۔ جو سچ کی بھرپور پابندی کرتا ہو اور ہمیشہ دیانت داری کا عادی رہے اُس کی باقی عادات بھی اعلیٰ وارفع ہوں گی۔[1]

نافرمان تاجر کا انجام: سلطانِ اسلام سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا عبد الرحمٰن بن شِبْل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھ بھیجا کہ آپ نے سرکارِ دوعالم ﷺ سے جو مُبارک ارشادات سُنے ہیں اُن میں سے کچھ لوگوں کو سکھائیے! چنانچہ اُنھوں نے لوگوں کو جمع کرکے مختلف احادیثِ طیّبہ سنائیں، جن میں ایک یہ بھی تھی: اِنَّ التُّجَّارَ هُمُ الْفُجَّارُ۔ ”بلاشبہ تاجر ہی نافرمان ہیں۔“

صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلّم! (تاجر کیوں فاجر ونافرمان ہیں) کیا اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سُود کو حرام نہیں قرار دیا؟ ارشاد فرمایا: بَلٰى! وَلٰكِنَّهُمْ يَحْلِفُوْنَ وَيَاْثَمُوْنَ۔ یعنی ”کیوں نہیں! (اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سُود کو حرام کیا ہے) لیکن وہ جھوٹی قسمیں اُٹھاتے ہیں۔“

(مصنف عبد الرزاق، ج:10، ص:12، رقم:20495۔ مسند احمد، حدیث:15669۔ شعب الایمان، حدیث:4503، رجالہ ثقات)

اِن نصوص کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے کہ ہم کس قسم کے تاجروں میں شمار ہوتے ہیں!

---

[1] وَالصِّيْغَتَانِ لِلْمُبَالَغَةِ، فَمَنِ اتَّصَفَ بِهِمَا اتَّصَفَ بِسَائِرِ صِفَاتِ الْكَمَالِ۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث:2796)

حرفِ آخر: اسلامی نظامِ تجارت کی اہمیّت اور احکامِ تجارت سیکھنے کی فرضیّت

اللہ تعالیٰ نے نُبوت کا سلسلہ اپنے حبیبِ لبیب ﷺ کی ذاتِ والا برکات پر ختم فرمادیا۔ خاتَمُ النبیین ﷺ کے بعد نہ تو کوئی نیا نبی آئے گا اور نہ ہی کوئی نئی شریعت نازل ہوگی۔ قِیامت کے قریب سیدنا عیسٰی عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمَات آسمان سے دوبارہ زمین پر جلوہ گر ہوں گے تو کلمہ بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا پڑھوائیں گے اور پوری دُنیا میں شریعت بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی کی نافِذ کریں گے۔

شریعتِ مُصطَفَویّہ ایسی جامع و کامل ہے کہ زندگی کے ہر انفرادی و اجتماعی پہلو پر مکمل راہ نمائی عطا فرماتی تھی، آج بھی عطا کرتی ہے اور آخری انسان تک کو عطا کرتی رہے گی۔ ضرورت اِس بات کی ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کو شریعتِ مُحمدیہ کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے شعوری طور پر تیار بھی ہوں اور یہ سعادت حاصل کرنے کے لیے عملی کوشش کا بھی آغاز کریں۔

مسلمان اپنے دین کی تکمیل کے لیے جن جن چیزوں کا محتاج ہے اُن سب کو سیکھنے کا تاکیدی حکم دیتے ہوئے جانِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔ ”علم سیکھنا ہر مسلمان مَرد و عورت پر فرض ہے۔“[1]

چنانچہ بنیادی اسلامی عقائد، ارکانِ اسلام، حلال و حرام کے احکام، نیز جن اُمور کی وجہ سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، یوں ہی اپنے شعبے کے شرعی مسائل اور دل سے متعلق ضروری اُمور.. اِن تمام چیزوں کا علم حاصل کرنا مسلمان پر فرضِ عین ہے۔[2]

تاجروں کے لیے تجارت کے شرعی اُصول و ضوابط سیکھنا کس قدر ضروری ہے! اِس کا اندازہ امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اِس اعلان سے کیجیے: لَا یَبِیْعُ فِیْ سُوْقِنَا اِلَّا مَنْ قَدْ تَفَقَّہَ فِی الدِّیْنِ۔[3] یعنی ہمارے بازار میں خرید و فروخت صِرف وہی بندہ کرے جو تجارت سے متعلّق دینی احکام کو سمجھتا ہو۔[4]

اِسی دینی شعور کو بیدار کرنے کے لیے آمدن کے حلال و حرام ذرائع سے متعلق خطبات کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ تجارت سے وابستہ حضرات کے لیے یہ خوش خبری ہے کہ جامعہ نظامیہ رضویہ کے فضلا کی تنظیم مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان کی طرف سے اِن شاء اللہ نومبر کے آغاز میں ”آن لائن احکامِ تجارت کورس“ شروع کیا جارہا ہے۔[5] یہ کورس شرکا کے لیے تجارتی معاملات میں مثبت انقلاب کا ذریعہ ہوگا۔

---

[1] سننِ ابنِ ماجہ، حدیث: 224، حسن لغیرہٖ

[2] فتاوٰی رضویہ، ج: 23، ص: 623، 624، ملخصًا

[3] جامع ترمذی، حدیث: 487، اِسنادہ حسن

[4] تجارت کے عصری شرعی مسائل جاننے کے لیے ”سرمایہ کاری کے شرعی احکام“ از مفتی سید صابر حسین ایک عمدہ کتاب ہے۔

[5] خطبائے کِرام سے گزارش ہے کہ ابلاغِ دین اور اِصلاحِ معاشرہ میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے عوام الناس کو اِس کورس کی اہمیت سے آگاہ فرمائیں اور شرکت کے خواہش مند حضرات کو مجلس کا آفیشل نمبر 03157374429 یا کورس کے نمائندے کا نمبر 03241145131 فراہم فرمادیں! جزاکم اللہ خیرا۔

گزشتہ خطبۂ جمعہ حلال کی عظمت اور حرام کی نحوست کے عنوان پر تھا اور آج ''تجارت کے زرّیں اسلامی اُصول'' کے موضوع پر گفتگو کی گئی۔ دونوں خطبات کے چند اَہمّ نِکات یہ ہیں:

- رزق تقدیر میں شامل ہے۔ یعنی زمین و آسمان کی پیدائش سے ہزاروں سال پہلے خالقِ کریم نے جہاں اپنی حکمت کے مطابق باقی اُمور کا فیصلہ کر کے اُنھیں لوحِ محفوظ میں لکھوا دیا وہیں ہر انسان کی روزی سے متعلق تفصیلی فیصلہ فرما کر اُسے تحریر کروا دیا۔
- اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے شدہ رزق میں ذرّہ برابر کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ انسان حلال اسباب اختیار کرے یا حرام میں مبتلا ہو جائے، بہر حال جو لکھا ہے وہ ضرور مل کر رہے گا اور جو نہیں لکھا وہ ہزار کوشش و تدبیر کے باوُجود کسی صورت نہیں مل سکتا۔
- خالقِ کریم نے احسانِ عظیم فرماتے ہوئے انسانوں سمیت تمام جان داروں کا رزق اپنے ذمّۂ کرم پر لیا ہے اور اِس کا قرآنِ حکیم میں وعدہ فرمایا ہے۔ جو ساری کائنات کے جان داروں کو روزی عطا فرماتا ہے اُس کے لیے ہمیں رزق دینا ہر گز مشکل نہیں!
- شریعتِ مطہرہ نے تجارت سے متعلق نہایت پاکیزہ اور حسین اُصول عطا فرمائے ہیں۔ مثلاً:
  - خریدار اور فروخت کنندہ کو ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنی چاہیے اور خود غرضی و مفاد پرستی سے بچنا چاہیے۔
  - فروخت کی جانے والی چیز میں اگر کوئی عیب یا نَقص ہو تو مشتری (Customer) کو اُس سے آگاہ کرنا لازم ہے۔ عیب چھپا کر چیز بیچنا سخت گناہ ہے۔ اگر خریدار کو قبضے کے بعد علم ہوا تو اُسے واپس کرنے کا حق (خیارِ عیب) حاصل ہو گا۔
  - مبیع (Subject matter) کے مطلوبہ اوصاف کو بیع کے وقت ہی مشتری کے سامنے مکمل طور پر واضح کر دینا چاہیے، ورنہ اُسے شرعی طور پر بعد میں واپس کرنے کا حق (خیارِ رُؤیت) حاصل ہو گا۔
  - جھوٹی قسموں یا دیگر بے جا طریقوں سے مشتری کو خریداری پر آمادہ کرنا ناجائز و گناہ ہے۔
  - ایجاب و قبول ہو جانے کے بعد اگر ایک فریق کسی وجہ سے سودا ختم (Cancel) کرنے کا مطالبہ کرے تو دوسرے کے لیے اِسے قبول کرتے ہوئے اِقالہ (Rescission) کر لینا مستحب ہے۔ شرعی اُصولوں کی خلاف ورزی کی ہو تو اقالہ لازم ہے۔
- بیع صحیح ہونے کی شرائط میں یہ بات بھی شامل ہے کہ:
  - خرید و فروخت کے وقت مبیع موجود ہو۔ جو چیز ابھی تک موجود ہی نہیں اُس کی بیع باطل (Void Sale) اور کالعدم ہے۔
  - یہ بھی ضروری ہے کہ بیچنے والا مبیع کا مالک ہو، وگرنہ بیع باطل ہو گی اور خریدار چیز کا مالک نہیں بنے گا۔
  - مبیع کا بائع (یا اُس کے نمائندے) کے قبضے میں ہونا بھی ضروری ہے۔ چیز پر قبضے سے پہلے فروخت کنندہ اُسے بیچنے کا وعدہ تو کر سکتا ہے، لیکن بغیر قبضے کے بیچ دیا تو بیع فاسد (Invalid Sale) ہو گی اور فریقین پر اُسے فسخ کرنا لازم ہو گا۔
  - اگر مبیع یا ثمن میں ایسا اِبہام ہو جو بعد میں جھگڑے کا سبب بنے تو بیع فاسد ہو گی اور دونوں فریق گناہ گار ہوں گے۔
  - بیع میں شرعی تقاضوں کے برعکس کوئی شرط رکھنے کی اِجازت نہیں، ورنہ بیع فاسد قرار پائے گی۔

اللہ تعالیٰ نبیِ مکرّم ﷺ کے طفیل ہم سب کو توکُّل ورِضا کی سعادت سے بہرہ مند فرمائے!رزقِ حلال کمانے اور کھانے کی توفیق سے نوازے اور تجارت سمیت تمام مُعاملات میں شرعی اُصولوں کی پاسداری نصیب فرمائے!

خالقِ کائنات تمام اُمّتِ مسلمہ کو ہر طرح کی آفات سے نَجات عطا کرے!خصوصًا پاکستان کی مَعاشی مشکلات کو آسان فرمائے اور حوادِثِ زمانہ سے اِس کی حفاظت فرمائے!ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی وبیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے،اِسے امن وسلامتی کا گہوارہ بنائے!اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ فرمادے!

قادرِ مطلق مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار فرمائے!اہلِ غزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے،امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے!اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!